فتاویٰ امن پوری (قسط ۲۴۸)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

(سوال): جس کو کلمہ کفر کہنے پر مجبور کیا گیا ہو، اس کا کیا حکم ہے؟

(جواب): جسے مجبور کیا جائے کہ وہ کلمہ کفر کہے، ورنہ اسے قتل کر دیا جائے گا یا کوئی بڑا نقصان کر دیا جائے گا، تو وہ بحالت مجبوری کلمہ کفر زبان سے ادا کر سکتا ہے، اس سے وہ کافر نہیں ہوگا، بشرطیکہ اس کا دل ایمان پر مطمئن ہو۔

❀ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْ بَعْدِ إِيمَانِهِ إِلَّا مَنْ أُكْرِهَ وَقَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ بِالْإِيمَانِ﴾ (النَّحل: ١٠٦)

''جو شخص ایمان لانے کے بعد اللہ کے ساتھ کفر کرے (اس پر اللہ کا غضب ہے)، سوائے اس شخص کے جسے مجبور کر دیا جائے، جبکہ اس کا دل ایمان کے ساتھ مطمئن ہو۔''

ثابت ہوا کہ جس کے دل میں ایمان پختہ ہو، اسے کفر پر مجبور کیا جائے اور وہ کلمہ کفر کہہ دے، تو وہ کافر نہیں ہوتا۔

(سوال): کیا اعمال ایمان میں داخل ہیں؟

(جواب): اعمال ایمان میں داخل ہیں۔ یہ اہل سنت کا اجماعی عقیدہ ہے۔

سلف صالحین اور ان کے مخالف مرجی فرقہ میں ایمان کے مسائل میں سب سے زیادہ

اختلاف اسی مسئلہ میں تھا کہ عمل ایمان میں داخل ہیں یا نہیں؟ سلف صالحین، صحابہ وتابعین کا مذہب یہ تھا کہ ایمان قول وعمل کا نام ہے، وہ اس سے مراد دل کا قول وعمل، زبان کا قول اور اعضا کا عمل لیتے تھے، اس بارے میں ان کا اجماع ہے۔

مرجئہ کا کہنا ہے کہ ایمان صرف دل کی تصدیق اور زبان کے اقرار کا نام ہے، اعمال اس میں داخل نہیں، بلکہ اس کے ثمرات ہیں، اپنے اسی موقف کی وجہ سے وہ ایمان میں کمی وبیشی اور استثنا کے منکر ہوئے۔

جوں ہی یہ بدعت امت میں ظاہر ہوئی، سلف صالحین اور اہل ارجا کے مابین اختلاف ونزاع کا سلسلہ چل نکلا۔

سلف صالحین نے مرجئہ کے قول کو باطل ثابت کیا اور ان کو بدعتی وگمراہ قرار دے کر امت کو ان کے اس شنیع مذہب سے دور کیا۔

❁ حافظ ابن رجب رحمہ اللہ (۷۹۵ھ) لکھتے ہیں:

أَنْكَرَ السَّلَفُ عَلٰى مَنْ أَخْرَجَ الْأَعْمَالَ مِنَ الْإِيمَانِ إِنْكَارًا شَدِيدًا، وَمِمَّنْ أَنْكَرَ ذٰلِكَ عَلٰى قَائِلِهٖ، وَجَعَلَهٗ قَوْلًا مُحْدَثًا؛ سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ، وَمَيْمُونُ بْنُ مِهْرَانَ، وَقَتَادَةُ، وَأَيُّوبُ السِّخْتِيَانِيُّ، وَإِبْرَاهِيمُ النَّخَعِيُّ، وَالزُّهْرِيُّ، وَيَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ، وَغَيْرُهُمْ، وَقَالَ الثَّوْرِيُّ : هُوَ رَأْيٌ مُحْدَثٌ، أَدْرَكْنَا النَّاسَ عَلٰى غَيْرِهٖ، وَقَالَ الْأَوْزَاعِيُّ : كَانَ مَنْ مَضٰى مِمَّنْ سَلَفَ لَا يُفَرِّقُونَ بَيْنَ الْإِيمَانِ وَالْعَمَلِ .

''سلف صالحین نے ان لوگوں پر سخت نکیر کی ہے، جنہوں نے ایمان سے اعمال کو خارج کیا، جن اہل علم نے اس کا رد کیا، ان میں سے سعید بن جبیر، میمون بن مہران، قتادہ بن دعامہ، ایوب سختیانی، ابراہیم نخعی، محمد بن مسلم زہری، یحییٰ بن ابی کثیر وغیرہم رحمہم اللہ ہیں۔ امام سفیان ثوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ بدعی عقیدہ ہے، ہم نے لوگوں (صحابہ وتابعین) کو اس کے خلاف پایا ہے اور امام اوزاعی رحمہ اللہ کا فرمان ہے کہ اسلاف (صحابہ کرام) ایمان اور عمل میں فرق نہیں کرتے تھے۔''

(جامع العُلوم والحِکَم، ص 23-24)

اختلاف کی وجہ یہ ہے کہ مرجئہ کے نزدیک ایمان ایک ہی چیز ہے، اس کے اجزا نہیں، جبکہ سلف صالحین کے نزدیک ایمان قول وعمل سے مرکب ہے۔

❁ حافظ ابن قیم رحمہ اللہ (۷۵۱ھ) سلف کا مذہب نقل کرتے ہیں:

''ایمان رسول اکرم ﷺ کی تعلیمات کی معرفت، دل سے ان کی تصدیق، زبان سے اقرار، محبت وانکساری سے اطاعت، ظاہری و باطنی طور پر عمل، ان کے نفاذ اور حسب استطاعت ان کی طرف دعوت سے مرکب ہے، نیز ایمان کا کمال اللہ تعالیٰ کے لیے محبت اور اسی کے لیے نفرت میں ہے۔''

(الفوائد، ص 196)

سوال: ایمان کیا ہے؟

جواب: قرآن کریم اور احادیث نبویہ میں لفظ ایمان بارہا مرتبہ آیا ہے، کیونکہ یہی دین کی اصل اور مذہب کی اساس ہے، اسی کی بدولت لوگ گمراہی کے اندھیروں سے حق کی

روشنی کی طرف راہ پاتے ہیں، اسی سے خوش بختوں اور بدبختوں میں فرق ہوتا ہے، نیز دوست اور دشمن کی تمیز ہوتی ہے، پورا دین اسی کے تابع ہے، لہٰذا ہر مسلمان کے لیے حقیقت ایمان کی معرفت از حد ضروری ہے۔

قرآن وسنت میں حقیقت ایمان کا کافی وشافی بیان ہے، اس سے ہٹ کر کسی اور کی وضاحت کی ضرورت نہیں۔

ہمارے اسلاف صحابہ وتابعین کسی بھی وضاحت کے سلسلہ میں رسول اکرم ﷺ کے فرامین سے اپنا دامن بھر لیتے تھے، کیونکہ آپ ﷺ ہی شارح ومفسر قرآن ہیں۔

آیئے پہلے تو ایمان کی معرفت کی اہمیت کا اندازہ لگائیں۔

۞ حافظ ابن رجب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذِهِ الْمَسَائِلُ أَعْنِي مَسَائِلَ الْإِسْلَامِ وَالْإِيمَانِ وَالْكُفْرِ وَالنِّفَاقِ، مَسَائِلُ عَظِيمَةٌ جِدًّا، فَإِنَّ اللّٰهَ عَلَّقَ بِهٰذِهِ الْأَسْمَاءِ السَّعَادَةَ وَالشَّقَاوَةَ، وَاسْتِحْقَاقَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ، وَالْاِخْتِلَافَ فِي مُسَمَّيَاتِهَا أَوَّلَ اخْتِلَافٍ وَقَعَ فِي هٰذِهِ الْأُمَّةِ، وَهُوَ خِلَافُ الْخَوَارِجِ لِلصَّحَابَةِ، حَيْثُ أَخْرَجُوا عُصَاةَ الْمُوَحِّدِينَ مِنَ الْإِسْلَامِ بِالْكُلِّيَّةِ، وَأَدْخَلُوهُمْ فِي دَائِرَةِ الْكُفْرِ، وَعَامَلُوهُمْ مُعَامَلَةَ الْكَفَّارِ، وَاسْتَحَلُّوا بِذٰلِكَ دِمَاءَ الْمُسْلِمِينَ وَأَمْوَالَهُمْ، ثُمَّ حَدَثَ بَعْدَهُمْ خِلَافُ الْمُعْتَزِلَةِ وَقَوْلُهُمْ بِالْمَنْزِلَةِ بَيْنَ الْمَنْزِلَتَيْنِ، ثُمَّ حَدَثَ خِلَافُ الْمُرْجِئَةِ، وَقَوْلُهُمْ : إِنَّ الْفَاسِقَ مُؤْمِنٌ كَامِلُ الْإِيمَانِ.

’’اسلام، ایمان، کفر اور نفاق بہت بڑے بڑے مسائل ہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انہی الفاظ کے ساتھ سعادت وشقاوت اور جنت وجہنم کا ناطہ جوڑا ہے، ان کے حقائق میں اختلاف ہی اس امت کا سب سے پہلا اختلاف تھا، وہ اس طرح کے خارجیوں نے صحابہ کرام کی مخالفت کی، چنانچہ گناہ گار موحدین کو انہوں نے بالکل اسلام سے خارج کر کے دائرہ کفر میں داخل کر دیا اور ان سے کافروں کا سا سلوک کیا، یوں انہوں نے مسلمانوں کے مال وجان کو حلال قرار دیا، پھر معتزلہ کا فتنہ اٹھا، انہوں نے مَنْزِلَةٌ بَيْنَ الْمَنْزِلَتَيْنِ کی عجیب وغریب منطق پیش کی، اس کے بعد مرجئہ نے جنم لیا اور کہا کہ فاسق شخص بھی کامل الایمان مومن ہے۔‘‘(جامع العُلوم والحِكَم ص ٢٧)

صحابہ وتابعین کرام پر مشتمل اسلاف امت کا اجماعی فیصلہ یہ ہے کہ ایمان (قَوْلٌ وَّعَمَلٌ) ’’(زبان ودل کے) قول اور (دل واعضاء کے) عمل کا نام ہے۔‘‘

ائمہ کرام کے جم غفیر سے یہی منقول ہے۔

۞ حافظ بغوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اِتَّفَقَتِ الصَّحَابَةُ وَالتَّابِعُونَ، فَمَنْ بَعْدَهُمْ مِنْ عُلَمَاءِ السُّنَّةِ عَلٰى أَنَّ الْأَعْمَالَ مِنَ الْإِيمَانِ ...... إِنَّ الْإِيمَانَ قَوْلٌ، وَعَمَلٌ، وَعَقِيدَةٌ.

’’صحابہ، تابعین اور بعد کے محدثین کا اجماعی واتفاقی فیصلہ ہے کہ اعمال ایمان میں داخل ہیں......ان کا کہنا ہے کہ ایمان اقرار، عمل اور تصدیق کا نام ہے۔‘‘

(شرح السُّنّة :38/1)

۞ حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِنَّ الْإِيمَانَ لَيْسَ بِالتَّحَلِّي وَلَا بِالتَّمَنِّي، إِنَّمَا الْإِيمَانُ مَا وَقَرَ فِي الْقَلْبِ، وَصَدَّقَهُ الْعَمَلُ .

''ایمان ظاہری آراستگی یا باطنی آرزو کا نام نہیں، بلکہ ایمان وہ ہے، جو دل میں جگہ پکڑے اور عمل اس کی تصدیق کرے۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 504/13، وسندهٗ حسنٌ)

❁ خالد بن شوذب رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے فرقد سنجی کو دیکھا، وہ اُون کا جبہ پہنے ہوئے تھے، حسن بصری رحمہ اللہ نے اسے جبہ سے پکڑا اور دو یا تین بار فرمایا: ابن فرقد!

إِنَّ التَّقْوٰى لَيْسَ فِي هٰذَا الْكِسَاءِ إِنَّمَا التَّقْوٰى مَا وَقَرَ فِي الْقَلْبِ وَصَدَّقَهُ الْعَمَلُ وَالْفِعْلُ .

''تقویٰ (ایمان) اس چادر میں نہیں، بلکہ تقویٰ (ایمان) وہ ہے، جو دل میں پختہ ہو جائے اور (زبان ودل کا) عمل (تصدیق واقرار) اور (اعضاء کا) فعل اس کی تصدیق کرے۔''

(الزّوائد لعبد اللّٰه على الزُّهد لأبيه أحمد بن حنبل : 1522، وسندهٗ حسنٌ)

سوال: کیا عقائد میں تقلید جائز ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی ہدایت کے لئے انبیا کو مبعوث فرمایا، انہیں وحی کا پابند بنایا۔ اس نے وحی کی پیروی کی بجائے، خواہشات نفس کی پیروی شروع کر دی۔ کم ہمتی کا مظاہرہ کیا۔ اپنی عقل کی کمی پر دلیل قائم کر دی۔ یوں چشمہ نبوت سے سیراب نہ ہو سکا۔ انبیا کی مخالفت پر کمر بستہ ہو گیا اور تقلید کا پٹہ گلے میں ڈال لیا۔ تقلید کی کوکھ سے کئی برائیوں نے جنم لیا، حتی کہ کفر بھی تقلید کی پیداوار ہے۔ تعصب بھی تقلید کا نتیجہ ہے۔ اس سے بغاوت

اور معصیت نے بھی جنم لیا ہے، تقلید کی وجہ سے شریعت کے احکام ومسائل کو الجھا دیا گیا ہے، مثلاً فقہ حنفی کی کتابوں کی بہ نسبت قرآن وحدیث کو سمجھنا بہت آسان ہے۔

تقلید دوطرح کی ہے:

تقلید ممدوح اور تقلید مذموم، تقلید لغوی ممدوح ہے، علما جو عامی کے لئے تقلید جائز قرار دیتے ہیں، وہ یہی ہے۔ اور اصطلاحی تقلید مذموم ہے۔ یہ کسی کے لئے جائز نہیں، عقائد ہوں یا فروع ہر دو میں تقلید ممنوع اور ناجائز ہے۔ ائمہ اسلام نے اس کی مذمت کی ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ عقائد میں تقلید نہیں، فروع میں تقلید ہے، یہ محض دعویٰ ہے، حقیقت اس کے بر خلاف ہے۔ چالیس (۴۰) آیات بینات سے تقلید کی مذمت اور بطلان کیا گیا ہے۔

تقلید کی تعریف:

❁ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (751ھ) فرماتے ہیں:

اَلْإِعْرَاضِ عَنْ الْقُرْآنِ وَالسُّنَنِ وَآثَارِ الصَّحَابَةِ وَاتِّخَاذِ رَجُلٍ بِعَيْنِهِ مِعْيَارًا عَلٰى ذٰلِكَ وَتَرْكِ النُّصُوصِ لِقَوْلِهِ وَعَرْضِهَا عَلَيْهِ وَقَبُولِ كُلِّ مَا أَفْتٰى بِهِ وَرَدِّ كُلِّ مَا خَالَفَهُ .

”قرآن وسنت اور آثار صحابہ سے اعراض اور کسی خاص شخصیت کو اس پر معیار بنا لینا، پھر اس کی وجہ سے نصوص کو چھوڑ دینا، نصوص کو اس کے قول پر پیش کرنا اور صرف وہ نصوص قبول کرنا، جن پر اس شخصیت خاص نے فتوی دیا ہو اور اس کے مخالف تمام روایات کو رد کر دینا، (تقلید کہلاتا ہے)۔“

(إعلام المؤقعين : 177/2)

سوال: نفاق کیا ہے؟

(جواب): زبان سے اسلام کا دعویٰ کرنا اور دل میں کفر رکھنا نفاق ہے۔ اسے اعتقادی نفاق کہتے ہیں۔ منافق بدترین کافر ہے، اس کا ٹھکانہ جہنم کی تہہ ہے۔

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿إِنَّ الْمُنَافِقِينَ فِي الدَّرْكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ وَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِيرًا﴾

(النّساء : ١٤٥)

''بلاشبہ منافق لوگ جہنم کے تہہ میں ہوں گے اور آپ ان کا کوئی مددگار نہیں پائیں گے۔''

(سوال): شرک اکبر کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟

(جواب): توحید اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندوں کو دیا جانے والا سب سے بڑا حکم ہے، اسی خاطر اللہ نے مخلوقات پیدا کیں، رسول مبعوث کیے، کتابیں نازل کیں اور آسمان وزمین کو پیدا کیا، اللہ تعالیٰ کے ہر طرح کی عبادت میں وحدہ لاشریک ہونے کے دلائل بے شمار ہیں، بلکہ اس کی ہر مخلوق اس کی توحید الوہیت، توحید ربوبیت اور توحید اسماء وصفات پر ایک مستقل دلیل ہے۔

جب توحید پر کاربند ہونا اللہ تعالیٰ کا سب سے بڑا حکم ہے، تو اس کی ضد یعنی شرک بھی سب سے بڑا ممنوع کام ہے۔ اسی لیے تمام آسمانی کتب اور تمام انبیا شرک کی تمام انواع واقسام کی تردید کرتے رہے۔

تعریف:

❁ ایک آدمی نے ابومجلز رحمہ اللہ سے سوال کیا کہ شرک کیا ہے؟ فرمایا:

أَنْ تَتَّخِذَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ أَنْدَادًا .

''یہ کہ تو اللہ کے ساتھ شریک بنا لے۔''

(تفسير ابن أبي حاتم :276/1، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ قتادہ رحمہ اللہ فرمان باری تعالیٰ : ﴿وَجَعَلُوا لَهُ مِنْ عِبَادِهِ جُزْءًا﴾ (الزُّخرُف : ١٥) ''ان (مشرکین) نے اللہ کے لیے اس کے بندوں میں سے شریک بنا لیے تھے۔'' کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ جزو سے مراد ہمسر اور شریک ہے۔

(تفسير عبد الرّزّاق : 195/3، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ امام طبری رحمہ اللہ آیت : ﴿ثُمَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُونَ﴾ (الأنعام : ١) ''کافر اپنے رب کے ساتھ شرک کرتے ہیں۔'' کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

''یعنی وہ اس کی عبادت میں اوروں کو شریک بناتے ہیں، وہ اس کے ساتھ ساتھ دوسرے باطل معبودوں، بتوں اور آستانوں کی پوجا کرتے ہیں، حالانکہ ان میں سے کوئی بھی کسی چیز کو پیدا کرنے میں اللہ کا شریک نہیں تھا، نہ ان کو نعمتیں عطا کرنے میں کوئی اس کا حصہ دار تھا، بلکہ اس تمام کام میں وہ اکیلا تھا، لیکن وہ پھر بھی غیر کو اس کا شریک ٹھہراتے ہیں، سبحان اللہ یہ کیسی فصیح دلیل اور بلیغ نصیحت ہے، لیکن اس کے لیے جو عقل سلیم اور فہم صحیح کے ساتھ اس میں غور وفکر کرے۔''

(تفسير الطّبري : 144/5)

سوال: اسلام اور ایمان میں کیا فرق ہے؟

جواب: کتاب وسنت کی نصوص میں ایمان واسلام کا لفظ کبھی تو اکٹھا آتا ہے اور کبھی ان کو الگ الگ ذکر کیا گیا۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا دونوں کا ایک ہی معنی ہے، یا یہ دونوں مختلف چیزیں ہیں؟

اس میں اہل علم کا ختلاف ہے، یاد رہے کہ اس مسئلہ میں اختلاف صحابہ وتابعین کے بعد شروع ہوا، ان سے منقول آثار بتاتے ہیں کہ ان کا متفقہ فیصلہ یہی تھا کہ یہ دونوں الگ الگ چیزیں ہیں یعنی اسلام اور ہے اور ایمان اور۔

۞ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ محمد بن نصر مروزی رحمہ اللہ کا رد کرتے ہوئے فرماتے ہیں، جو کہ دونوں کو ایک سمجھتے تھے:

هُوَ لَمْ يُنْقَلْ عَنْ أَحَدٍ مِّنَ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِينَ لَهُمْ بِإِحْسَانٍ وَّلَا أَئِمَّةِ الْإِسْلَامِ الْمَشْهُورِينَ أَنَّهٗ قَالَ : مُسَمَّى الْإِسْلَامِ هُوَ مُسَمَّى الْإِيمَانِ كَمَا نُصَّ، بَلْ وَلَا عَرَفْتُ أَنَا أَحَدًا قَالَ ذٰلِكَ مِنَ السَّلَفِ .

''وہ (محمد بن نصر رحمہ اللہ) اپنے اختیار کردہ مذہب پر صحابہ وتابعین یا اسلام کے مشہور ائمہ کرام میں سے کسی ایک کا بھی قول نقل نہیں کر پائے کہ اس نے اسلام اور ایمان کی حقیقت کو ایک قرار دیا ہو، بلکہ میرے علم میں اسلاف میں سے کسی ایک نے بھی یہ بات نہیں کہی۔''

(الإيمان، ص ٣٤٩)

ایمان واسلام میں فرق تو صحابہ وتابعین کا اجماعی قول ہے، اکثر اہل سنت والجماعت اسی پر قائم ہیں۔

جبکہ ان کو ایک کہنے والوں میں امام بخاری، امام محمد بن نصر مروزی، امام ابن مندہ اور حافظ ابن عبد البر وغیرہم رحمہم اللہ شامل ہیں۔

سوال: سیدہ مریم علیہا السلام پر زنا کی تہمت لگانے والے کا کیا حکم ہے؟

(جواب): سیدہ مریم علیہا السلام کی پاکیزگی اور طہارت پر کئی قرآنی آیات نازل ہوئی ہیں۔ ان پر زنا کی تہمت لگانے والا کافر اور مرتد ہے، وہ قرآن کریم کی واضح نصوص کا منکر ہے، ایسا شخص واجب القتل ہے، البتہ اس پر حد کا نفاذ اسلامی ریاست کا کام ہے، ہر ایک کو قانون ہاتھ میں لینے کی اجازت نہیں۔

(سوال): انبیا کی توہین کرنے والے کا کیا حکم ہے؟

(جواب): انبیا میں سے کسی نبی کی توہین اور گستاخی کرنے والا کافر مرتد ہے، اس پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور بعد والے مسلمانوں کا اجماع ہے، ایسے مرتد کو زندہ رہنے کا حق نہیں، مگر اس حد کا نفاذ اسلامی ریاست کی ذمہ داری ہے، کسی عامی کو قانون سے کھیلنے اجازت نہیں، قانون ہاتھ میں لینا بھی بذات خود فساد فی الارض کا مرتکب ہے، جو کہ ناقابل معافی جرم ہے۔

❀ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

مَنْ سَبَّ نَبِيًّا وَاحِدًا مِنَ الْأَنْبِيَاءِ قُتِلَ أَيْضًا بِاتِّفَاقِ الْمُسْلِمِينَ .

''مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ جس نے کسی نبی کو گالی دی، اسے قتل کیا جائے گا۔''

(الجواب الصّحيح : 371/2، الصّفدية : 261/1، 311/2)

❀ علامہ ابن حجر ہیتمی رحمہ اللہ (۹۷۴ھ) فرماتے ہیں:

مَنْ سَبَّ نَبِيًّا عَلَيْهِ أَفْضَلُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ وَيَلْحَقُ بِهٖ فِي جَمِيعِ مَا يُذْكَرُ غَيْرُهٗ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ الْمُتَّفَقِ عَلٰى نُبُوَّتِهِمْ أَوْ عَابَهٗ أَوْ اَلْحَقَ بِهٖ نَقْصًا فِي نَفْسِهٖ أَوْ فِي نَسْبِهٖ أَوْ دِينِهٖ أَوْ خَصْلَةٍ مِّنْ خِصَالِهٖ، أَوْ عَرَّضَ بِهٖ أَوْ شَبَّهَهٗ بِشَيْءٍ عَلٰى طَرِيقِ السَّبِّ وَالْإِزْدِرَاءِ أَوِ التَّصْغِيرِ بِشَأْنِهٖ أَوِ الْغَضِّ مِنْهُ، أَوِ الْعَيْبِ لَهٗ، أَوْ

لَعَنَهٗ أَوْ دَعَا عَلَيْهِ، أَوْ تَمَنّٰى لَهٗ مَضَرَّةً أَوْ نَسَبَ إِلَيْهِ مَا لَا يَلِيقُ بِمَنْصَبِهٖ عَلٰى طَرِيقِ الذَّمِّ ...... كَانَ كَافِرًا بِالْإِجْمَاعِ كَمَا حَكَاهُ جَمَاعَةٌ .

''جس نے نبی کریم ﷺ یا کسی بھی نبی، جس کی نبوت پر اتفاق ہے، کو برا بھلا کہا، یا اس پر عیب لگایا، یا اس کی ذات، نسب، دین یا کسی خصلت میں نقص ظاہر کیا، یا برائی، تنقیص یا شان میں کمی کرتے ہوئے اسے کسی چیز سے تشبیہ دی، یا اس سے نیچا کیا، یا اس پر عیب جوئی کی، یا اس پر لعنت کی یا اس پر بددعا کی، یا اس کے نقصان کی تمنا کی، یا مذمت کے طور پر اس کی طرف ایسی چیز کی نسبت کی، جو منصب نبوت کے لائق نہ ہو......تو وہ بالاجماع کافر ہے، جیسا (اہل علم کی) ایک جماعت نے نقل کیا ہے۔''

(الإعلام بقواطع الإسلام، ص 177)

سوال: کیا مرزا غلام احمد قادیانی نے اللہ تعالیٰ کی توہین کی؟

جواب: مرزا غلام احمد قادیانی نے مختلف انداز سے اللہ تعالیٰ کی توہین اور گستاخی پر مبنی باتیں کیں ہیں، اس کی کتابیں اس پر شاہد ہیں۔

سوال: نبی کی کسی پیشگوئی کو غلط اور جھوٹا کہنے والے کا کیا حکم ہے؟

جواب: نبی کے پاس جو علم ہوتا ہے، وہ وحی سے ہوتا ہے، وحی، اللہ تعالیٰ کا علم ہے، نبی جو بھی پیشین گوئی کرتا ہے، وہ اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ وحی سے کرتا ہے، لہٰذا نبی کی کسی پیشین گوئی کو غلط یا جھوٹا کہنا وحی الٰہی اور اللہ تعالیٰ کے علم کو غلط یا جھوٹا کہنے کے مترادف ہے، جو کہ واضح کفر، ارتداد اور الحاد ہے۔

(سوال): جو شخص کہے کہ ''قرآن کریم میں گندی گالیاں بھری ہیں اور قرآن عظیم سخت زبانی کے طریق کو استعمال کر رہا ہے۔'' اس کا کیا حکم ہے؟

(جواب): یہ قرآن کریم کی واضح توہین اور گستاخی ہے، یہ کفر وارتداد ہے، ایسی عبارات لکھنے والے کے کفر وارتداد میں کچھ شبہ نہیں۔

❁ قاضی عیاض رحمہ اللہ (۵۴۴ھ) لکھتے ہیں:

اِعْلَمْ أنَّ مَنِ اسْتَخَفَّ بِالْقُرْآنِ أَوِ الْمُصْحَفِ أَوْ بِشَيْءٍ مِّنْهُ أَوْ سَبَّهُمَا أَوْ جَحَدَهٗ أَوْ حَرْفًا مِّنْهُ أَوْ آيَةً أَوْ كَذَّب بِهٖ أَوْ بِشَيْءٍ مِّنْهُ أَوْ كَذَّبَ بِشَيْءٍ مِّمَّا صُرِّحَ بِهٖ فِيهِ مِنْ حُكْمٍ أَوْ خَبَرٍ أَوْ أَثْبَتَ مَا نَفاهُ أَوْ نَفٰى مَا أَثْبَتَهٗ عَلٰى عِلْمٍ مِّنْهُ بِذٰلِك أَوْ شَكَّ فِي شَيْءٍ مِّنْ ذٰلِكَ فَهُوَ كَافِرٌ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ بِإِجْمَاعٍ .

''جان لیجئے کہ جس نے قرآن یا مصحف یا اس کے ایک حصے کا استخفاف کیا، یا ان کے بارے میں کوئی توہین آمیز کلمہ کہا، یا قرآن یا اس کے کسی حصے یا آیت کا انکار کیا، یا اس کی یا کچھ حصہ کی تکذیب کی، یا اس میں موجود کسی واضح حکم یا خبر کو جھٹلایا، یا جانتے بوجھتے اس بات کو ثابت کیا، جس کی قرآن نے نفی کی، یا اس کی نفی کی، جس کو قرآن نے ثابت کیا، یا قرآن کے کسی حصہ میں شک کیا، تو وہ اہل علم کے نزدیک بالاجماع کافر ہے۔''

(الشّفا بتعریف حقوق المصطفٰی : 304/2)

❁ علامہ ابن حجر ہیتمی رحمہ اللہ (۹۷۴ھ) فرماتے ہیں:

مَنِ اسْتَخَفَّ بِالْمُصْحَفِ أَوِ التَّوْرَاةِ أَوِ الْإِنْجِيلِ أَوِ الزُّبُورِ كَفَرَ .

''جس نے مصحف قرآنی یا تورات یا انجیل یا زبور کا استخفاف کیا، وہ کافر ہے۔''

(الإعلام بقَواطع الإسلام، ص 203)

❀ حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ) لکھتے ہیں:

أَجْمَعَ الْمُسْلِمُونَ عَلٰى وُجُوبِ تَعْظِيمِ الْقُرْآنِ الْعَزِيزِ عَلَى الْإِطْلَاقِ وَتَنْزِيهِهٖ وَصِيَانَتِهٖ وَأَجْمَعُوا عَلٰى أَنَّ مَنْ جَحَدَ مِنْهُ حَرْفًا مِّمَّا أَجْمَعَ عَلَيْهِ أَوْ زَادَ حَرْفًا لَّمْ يَقْرَأْ بِهٖ أَحَدٌ وَهُوَ عَالِمٌ بِذٰلِكَ فَهُوَ كَافِرٌ.

''مسلمانوں کا اجماع ہے کہ مطلقاً قرآنِ عزیز کی تعظیم، تنزیہ اور حفاظت کرنا واجب ہے، نیز اجماع ہے کہ جو جان بوجھ کر قرآن کے ایک بھی حرف کہ جس پر اجماع ہو چکا ہے، کا انکار کرے یا اپنی طرف سے کوئی حرف زیادہ کرے کہ جس کی قرأت (اس سے پہلے) کسی (اہل علم) نے نہیں کی، تو وہ کافر ہے۔''

(التِّبیان في آداب حَمَلة القرآن، ص 164)

سوال: سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو برا بھلا کہنے والے کا کیا حکم ہے؟

جواب: سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے سچے نبی اور رسول ہیں، آپ زندہ آسمانوں پر اٹھا لیے گئے اور ابھی بھی آسمان پر زندہ ہیں، قربِ قیامت نزول فرمائیں گے، اللہ کا حکم نافذ کریں گے، ظلمتوں سے بھری زمین پر عدل وانصاف قائم کریں گے۔

آپ علیہ السلام کی شانِ اقدس میں گستاخی کرنا کفر اور ارتداد ہے۔

سوال: جو سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت کا انکار کرے، اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت کی خبر قرآنی نصوص میں موجود ہے، نیز کئی متواتر

احادیث میں سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت کی خبر دی گئی ہے، لہٰذا جو سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت کا انکار کرے، وہ پکا کافر اور مرتد ہے، اس کو زمین پر رہنے کا کوئی حق نہیں، ہر مسلم ریاست کا فریضہ بنتا ہے کہ یہ اور اس جیسے عقائد رکھنے والوں پر شرعی حد نافذ کرے، ورنہ روز قیامت اس بارے میں پوچھ گچھ ہوگی۔

❁ حافظ سیوطی رحمہ اللہ (911ھ) لکھتے ہیں:

أَمَّا نَفْيُ نُزُولِ عِيسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ أَوْ نَفْيُ النُّبُوَّةِ عَنْهُ، وَكِلَاهُمَا كُفْرٌ .

''عیسیٰ علیہ السلام کے (آسمان سے) نازل ہونے یا ان کی نبوت کی نفی، یہ دونوں باتیں کفر ہیں۔''

(الحَاوي للفَتاوي : 166/2)

❁ علامہ آلوسی رحمہ اللہ (۱۲۷۰ھ) نقل کرتے ہیں:

أَجْمَعَتِ الْأُمَّةُ عَلَيْهِ وَاشْتَهَرَتْ فِيهِ الْأَخْبَارُ وَلَعَلَّهَا بَلَغَتْ مَبْلَغَ التَّوَاتُرِ الْمَعْنَوِيِّ وَنَطَقَ بِهِ الْكِتَابُ عَلٰى قَوْلٍ وَوَجَبَ الْإِيمَانُ بِهِ وَأُكْفِرَ مُنْكِرُهُ كَالْفَلَاسَفَةِ مِنْ نُزُولِ عِيسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ آخِرَ الزَّمَانِ لِأَنَّهُ كَانَ نَبِيًّا قَبْلَ تَحَلِّي نَبِيِّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالنُّبُوَّةِ فِي هٰذِهِ النَّشْأَةِ ...... ثُمَّ إِنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ حِينَ يَنْزِلُ بَاقٍ عَلٰى نُبُوَّتِهِ السَّابِقَةِ لَمْ يُعْزَلْ عَنْهَا قَالَ لٰكِنَّهُ لَا يَتَعَبَّدُ بِهَا لِنَسْخِهَا فِي حَقِّهِ وَحَقِّ غَيْرِهِ وَتَكْلِيفِهِ بِأَحْكَامِ هٰذِهِ الشَّرِيعَةِ أَصْلًا وَفَرْعًا .

''نزول عیسیٰ علیہ السلام پر اُمت کا اجماع ہے، اس بارے میں احادیث مشہور ہیں، جو شاید متواتر معنوی کے درجہ تک پہنچتی ہیں، بعض نے تو کہا ہے کہ قرآن کریم میں بھی اس کا ذکر موجود ہے۔ اس پر ایمان واجب ہے، اس کا منکر کافر ہے، جیسا کہ فلاسفہ ہیں۔ عیسیٰ علیہ السلام آخری زمانے میں نزول فرمائیں گے، کیونکہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونے سے پہلے نبی تھے۔ ...... پھر عیسیٰ علیہ السلام جب (قربِ قیامت) نزول فرمائیں گے، تو وہ اپنی سابقہ نبوت پر باقی ہوں گے، نبوت کا اعزاز ان سے جدا نہیں ہوگا، البتہ وہ اپنی شریعت کے مطابق عبادت نہیں کریں گے، کیونکہ ان کی شریعت خود ان کے حق میں بھی منسوخ ہے اور دوسروں کے حق میں بھی، نیز وہ تمام اُصول وفروع میں شریعت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے مکلّف ہوں گے۔'' (تفسير الآلوسي: 213/11)

سوال: جو یہ کہے کہ ''ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو اس سے بہتر غلام احمد ہے۔'' اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: یہ کفریہ شعر ہے۔ اس میں سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا استخفاف کیا گیا ہے۔

سوال: جو شخص سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق کہے کہ ''کبھی آپ کو شیطانی الہام بھی ہوتے تھے۔'' کا کیا حکم ہے؟

جواب: یہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی توہین اور گستاخی ہے، ایسا شخص کافر اور مرتد ہے۔

سوال: جو کہے کہ ''حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تین پیشگوئیاں صاف طور پر جھوٹ نکلیں۔'' اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: یہ کفریہ عبارت ہے، اسے ماننے والا کافر ومرتد ہے۔ تمام انبیا کرام کی

پیشین گوئیاں حق ہیں، کیونکہ وہ وحی الٰہی سے بیان کی جاتی ہیں۔

سوال: مندرجہ ذیل روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

❀ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ سَبَّ نَبِيًّا مِّنَ الْأَنْبِيَاءِ فَاقْتُلُوهُ .

''جو کسی نبی کو سب وشتم کرے، اسے قتل کردو۔''

(المعجم الأوسط للطّبراني : 4602، فوائد تمّام : 740)

جواب: یہ روایت سخت ضعیف ہے۔ابوصلت عبدالسلام بن صالح ہروی سخت ضعیف اور متروک ہے۔اس کی متابعت عبید اللہ بن محمد عمری نے کی ہے، وہ بھی ضعیف ہے، اس کی توثیق ثابت نہیں۔

❀ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے:

مَنْ سَبَّ اللّٰهَ أَوْ أَحَدًا مِّنَ الْأَنْبِيَاءِ فَاقْتُلُوهُ .

''جس نے اللہ یا انبیا میں سے کسی کو گالی دی، اسے قتل کردو۔''

(الكامل لابن عدي : 88/7)

اس قول کی سند جھوٹی ہے۔

① عصمہ بن محمد انصاری ''متروک وکذاب'' ہے۔

② شعیب بن سلمہ انصاری ''مجہول الحال'' ہے۔

❀ حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے اس روایت کو ''باطل'' (جھوٹی) قرار دیا ہے۔

(ميزان الاعتدال : 78/3)

❀ علامہ ہندی رحمہ اللہ (۹۷۵ھ) اس روایت کے بارے میں لکھتے ہیں:

أَبُو الْحَسَنِ بْنُ رَمْلَةَ الْأَصْبَهَانِيُّ فِي أَمَالِيهِ، وَسَنَدُهُ صَحِيحٌ .

''ابوالحسن بن رملہ اصبہانی نے اس روایت کو اپنی امالی میں روایت کیا ہے، اس کی سند صحیح ہے۔''

(کنز العُمّال : 420/12)

اس کی سند نہیں مل سکی۔ نیز مؤلف (ابوالحسن بن رملہ) کے حالات زندگی بھی نہیں مل سکے، لہٰذا اس کی سند کو ''صحیح'' کہنا درست نہیں۔

❁ اس کی ایک سند علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے بھی ذکر کی ہے۔

(الصّارم المَسلول، ص 201)

یہ سند بھی ضعیف ہے۔ لیث بن ابی سلیم ''سیء الحفظ'' ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے، نیز لیث سے نیچے سند بھی حذف ہے۔

(سوال): جو سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق کہے کہ ''حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہ ہوا۔'' اس کا کیا حکم ہے؟

(جواب): یہ کفر ہے۔ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام صاحب معجزات نبی تھے، آپ کے معجزات کا ذکر قرآن کریم کی کئی آیات میں ہے، لہٰذا عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات و آیات کا انکار قرآنی آیات کا انکار ہے، یہ کفر محض ہے، ایسا نظریہ رکھنے والا کافر و مرتد ہے۔

(سوال): سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو بدچلن آدمی کہنے والے کا کیا حکم ہے؟

(جواب): ایسا شخص واجب القتل ہے، یہ صریح کفریہ حرکت ہے، جس کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا، اسلامی ریاست کو چاہیے کہ ایسی کفریات لکھنے والوں کو کیفر کردار تک پہنچائیں، ورنہ وہ عنداللہ جواب دہ ہوں گے۔

(سوال): مرزا غلام احمد قادیانی سے مباہلہ کس نے کیا؟

(جواب): مرزا غلام احمد قادیانی سے مناظر اسلام، مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ (۱۹۴۸ء) کا مباہلہ ہوا۔

❀ مفتی احمد یار خان نعیمی بریلوی صاحب (۱۹۷۱ء) سورت انعام آیت نمبر ۹۳ کے تحت لکھتے ہیں:

''اس سے معلوم ہوا کہ تمام جھوٹوں میں بڑا جھوٹا وہ ہے، جو نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرے، اسی لیے قانون قدرت ہے کہ دنیا پر اس کا جھوٹ ظاہر فرما دے، غلام احمد قادیانی نے جو بھی دعویٰ کیا، اس میں جھوٹا ہوا، محمدی بیگم اس کے نکاح میں نہ آسکی، (اہل حدیث عالم مولانا) ثناء اللہ (امرتسری رحمہ اللہ جن سے مرزا غلام احمد کا مباہلہ ہوا تھا) اس کی زندگی میں نہ مرے، بلکہ وہ خود ثناء اللہ کی زندگی میں ذلیل وخوار ہو کر ہلاک ہوا۔''

(نور العرفان، ص221)

❀ ''مہر منیر'' کے مؤلف فیض احمد بریلوی صاحب لکھتے ہیں:

''اسی طرح مرزا صاحب نے مولوی ثناء اللہ امرتسری کے خلاف بھی ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء کو اشتہار دے کر اللہ تعالیٰ کی جناب میں ایک مضطرب دعا شائع کی تھی کہ اگر میں مفسد وکذاب ہوں، تو مولوی ثناء اللہ کی زندگی میں مجھے ہلاک کر اور اگر مولوی ثناء اللہ ان تہمتوں میں، جو وہ مجھ پر لگاتا ہے، حق پر نہیں، تو میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ میری زندگی میں ان کو نابود کر ...... میں ان کے ہاتھ سے بہت ستایا گیا اور صبر کرتا رہا، مگر میں دیکھتا ہوں کہ

ان کی بدزبانی حد سے گزر گئی ہے، وہ مجھے ان چوروں اور ڈاکوؤں سے بھی بدتر سمجھتے ہیں، جن کا وجود دنیا کے لیے سخت خطرناک ہوتا ہے، وغیرہ وغیرہ۔ مرزا صاحب نے بحوالہ اخبار بدر مؤرخہ ۲۵ اپریل ۱۹۰۷ء اپنی اس دعا کے متعلق دعویٰ کیا تھا کہ ''ثناء اللہ کے متعلق جو کچھ لکھا گیا ہے، یہ دراصل ہماری طرف سے نہیں، بلکہ خدا ہی کی طرف سے اس کی بنیاد رکھی گئی ہے۔''

پھر اس دعا کا نتیجہ تمام دنیا پر روشن ہے کہ مولوی ثناء اللہ ۱۵ مارچ ۱۹۴۸ء کو پاکستان میں آ کر فوت ہوئے اور عمر بھر قادیانیت کے خلاف تحریری اور تقریری جہاد میں مصروف رہے۔''

(مہر منیر، ص183)

۞ مہتمم دارالعلوم دیوبند، قاری محمد طیب صاحب لکھتے ہیں:

''حضرت مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری رحمہ اللہ (نے) آریوں اور قادیانیوں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور متعدد مناظرے کیے، آپ کا لقب شیر پنجاب تھا۔''

(تاریخ دارالعلوم دیوبند، ص71)

۞ مفتی محمد تقی عثمانی صاحب لکھتے ہیں:

''مولانا ابو الوفاء ثناء اللہ صاحب امرتسری رحمہ اللہ ان معروف علمائے اہل حدیث میں سے ہیں، جن کی ردِ قادیانیت کی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔''

(تبصرے، ص146)